اَدِّبُوا اِلّا خَاكُمْ (الحدیث)

آخری سفر

(سکرات سے تدفین تک)

سکرات، غسل، کفن، دفن، مابعد دفن جملہ مسائل سنت وآثارِ صحابہ کی روشنی میں

تالیف

مولانا محمد عبد الرحمٰن مظاہری حال مقیم جدہ (سعودی عرب)
(خلیفہ مجاز حضرت محی السنہ مولانا الشاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

فہرستِ عناوین

تقدیم

الموت

موت فنا یا گم ہو جانے کا نام نہیں ہے جیسا کہ جاہلی مذاہب نے سمجھا ، چونکہ انھوں نے اس دنیا میں کسی مرنے والے کو دوبارہ آتے نہیں دیکھا بس یقین کر لیا کہ موت فنا یا گم ہو جانے کا نام ہے۔ یہ اُن کی فریبِ نظر اور لغزش فکر کا نتیجہ تھا۔

اسلام نے موت کو حیات کا پیش خیمہ قرار دیا ہے بلکہ حقیقی حیات، جس کے بعد موت نہیں ہوگی۔ موت دراصل ایک عالم سے دوسرے عالم میں منتقل ہونے کا نام ہے، فنا یا گم ہو جانا مراد نہیں، دہلی کے ایک نقشبندی بزرگ مرزا مظہر جانِ جاناں اسلام کی اس حقیقت کو نہایت سادگی سے اسطرح بیان کرتے ہیں۔

لوگ کہتے ہیں مظہر مر گیا   اور مظہر در حقیقت گھر گیا

موت کے بعد آخرت کی اِس دائمی زندگی کو اسلام نے "یوم الآخرۃ" کہا ہے آخرت پر ایمان لانا ایسے ہی ضروری ہے جسطرح اللہ اور اُسکے رسولوں اور کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے، بغیر اسکے اسلام و ایمان،

مقبول نہیں، مرنے کے بعد اِسی دوسری زندگی "یوم الاخرۃ" کا آغاز ہوتا ہے۔ اور خود موت کا آغاز سکرات سے، اس طرح یہ حقیقت سامنے آگئی کہ "سکرات" پر آخرت کا آغاز ہونے لگا۔ موت کی یہ "سکرات" زندگی کا وہ عظیم و نازک لمحہ ہے جس میں انسان کی زندگی کا فیصلہ ہوا کرتا ہے، ایمان کی حالت پر موت آئی تو اُس عالم میں فلاح پا گیا، ورنہ دائمی ذِلت و عذاب سے دوچار ہو گیا۔ اللھمّ احفظنا مِنہُ۔

حدیث شریف میں موت کی اِس تفصیل کو اس طرح بیان کیا گیا،

حضرت برآء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کیساتھ ایک انصاری صحابی کے جنازے میں شریک تھے جب قبرستان پہنچے اِسوقت اُنکی قبر تیار نہ تھی، رسول اللہ ﷺ انتظار میں قبر کے قریب تشریف فرما ہو گئے ہم سب بھی آپکے اطراف بیٹھ گئے، سب پر خاموشی طاری تھی آپ کے دستِ مبارک میں ایک چھوٹی سی لکڑی تھی جس سے آپؐ زمین کھرچ رہے تھے۔ اچانک آپ نے اپنا سرمبارک اُٹھایا اور فرمایا "عذاب قبر سے پناہ طلب کرو" یہ کلمات آپ نے تین مرتبہ دُھرائے پھر ارشاد فرمایا "جب مومن کا آخری وقت ہوتا ہے تو فرشتوں کی جماعت نازل ہوتی ہے جن کے چہرے آفتاب مہتاب کی طرح روشن اور خوبصورت ہوتے ہیں ان کے ساتھ جنت کا کفن اور وہاں کی خوشبوئیں ہوا کرتی ہیں وہ

مرنے والے کے قریب اُسکی حد نظر تک قطاروں میں بیٹھ جاتے ہیں پھر ملکُ الموت عزرائیل نازل ہوتے ہیں اور مرنے والے کے قریب بیٹھ کر یہ خوشخبری دیتے ہیں"۔

"اے نفس مطمئنہ (خوش وخرم روح) اللہ کی رحمت و مغفرت کی طرف کوچ کر"

اسکے بعد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اس خوشخبری پر مرنے والے کی روح نہایت پرُسکون حالت میں خوشی ومسرت کیساتھ اپنے جسم کو اس طرح چھوڑ دیتی ہے جس طرح پانی کا آخری قطرہ اپنے برتن سے نکل پڑتا ہے (جس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی) موجودہ فرشتے اُس پاک روح کو ایک لمحہ میں ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں اور جنت کے کفن اور خوشبو میں بسا دیتے ہیں، اسوقت میت کے جسم سے ایسی دل آویز خوشبو مہکتی ہے جسکی نظیر روئے زمین پر ممکن نہیں۔ فرشتے اُس پاک روح کو لیکر آسمان کی طرف عُروج کرتے ہیں راہ میں فرشتوں کے جس گروہ پر بھی اِنکا گزر ہوتا ہے وہ دریافت کرتے ہیں یہ پاک روح کس کی ہے؟

فرشتے اُسکے اعلیٰ القاب کیساتھ کہتے ہیں کہ یہ فلان بن فلان ہے۔

پھر آسمان کے پہلے دروازے پر پہنچ کر آواز دیتے ہیں اندر کے فرشتے آسمان کا دروازہ کھول کر اُس پاک روح کا استقبال کرتے ہیں اسطرح ہر آسمان پر یہی معاملہ ہوا کرتا ہے ہر آسمان کے بزرگ فرشتے اپنے

دوسرے آسمان تک اس جلوس میں شرکت کرتے ہیں یہاں تک کہ یہ پاک روح ساتویں آسمان پر پہنچ جاتی ہے یہاں اللہ تبارک و تعالیٰ فرشتوں سے ارشاد فرماتے ہیں میرے اس بندے کا نام اعلیٰ عِلّیین (۱) (نیک روحوں کی عارضی قیام گاہ) میں لکھ دو اور اسکو پھر زمین پر لیجاؤ، میں نے انھیں مٹی سے پیدا کیا ہے اور اِسی میں اُنھیں جانا ہے اور اُسی سے دوبارہ زندہ کرونگا۔ اُسکے بعد اُس پاک روح کو اُسکے جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے (اس کامیاب سَند کو لیکر وہ پاک روح اپنی قبر میں آجاتی ہے) یہاں دو فرشتے آتے ہیں اور میّت سے سوال کرتے ہیں۔

"تمہارا رب کون ہے ؟ تمہارا دین کیا ہے ؟ اُن شخص کے بارے میں تمہارا کیا عقیدہ ہے جن کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا تھا؟"

مذکورہ سوالات پر میّت نہایت اطمنان و بشاشت سے جواب دیتی ہے۔

"میرا ربّ اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے، اور وہ اللہ کے رسول ہیں"۔

"اس جواب پر فرشتے پوچھتے ہیں تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا؟

"میّت کہتی ہے میں نے اللہ کی کتاب پڑھی ہے اور اُسکی تصدیق کی ہے اور اُسپر میرا ایمان ہے"۔

---

(۱) شاہ عبدالقادر محدثؒ لکھتے ہیں کہ نیک اعمال ناموں کا دفتر اور نیک روحوں کی قیامگاہ ہے، بعض سلف نے کہا ہے کہ یہ ساتویں آسمان کے اوپر ہے (موضح القرآن)

اسوقت آسمان سے قبر میں ایک ندا آتی ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا، قبر میں جنت کا فرش بچھادو اور اسکو جنت کا لباس پہنا دو اور اُسکی قبر میں جنت کا دروازہ کھول دو چنانچہ قبر میں اُس دروازے سے جنت کی رَوح وریحان اور رُوح پرور ہوائیں آنے لگتی ہیں اور اُسکی قبر کو حدِ نظر کشادہ کر دیا جاتا ہے۔ اسکے بعد ایک خوبصورت خوشبوؤں میں بسا انسان اچانک قبر میں آجاتا ہے اور میّت کو مبارکبادی دیتا ہے اور کہتا ہے کہ دُنیا کی زندگی میں تم سے جو وعدہ کیا گیا تھا وہ آج پورا ہوا۔

میّت پوچھتی ہے تم کون ہو؟ وہ کہتا ہے میں تمہارا نیک عمل ہوں۔

اس عیش و مسرّت میں میّت کہتی ہے اے میرے پروردگار قیامت جلد قائم کر دیجیے تاکہ میں جنت میں اپنے اہل وعیال سے ملاقات کرلوں (اسکو کہا جاتا ہے کہ انتظار کرو)۔

اب اُسپر میٹھی نیند ڈال دی جاتی ہے وہ تھکی ماندی دلہن کی طرح سُوجاتا ہے جسکو اُسکے محبوب کے علاوہ اور کوئی بیدار نہیں کرتا۔ (قیامت تک اسی حالت میں رہیگا)"

مومن کی اس تفصیل کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کافر و منافق کی تفصیل اسطرح بیان فرمائی:

کافر انسان کی دُنیا کا جب آخری وقت اور آخرت کا ابتدائی وقت ہوتا ہے تو آسمان سے کالے کلوٹے بدصورت خوفناک فرشتے اُترتے ہیں جن کے ہاتھوں میں ٹاٹ کا کفن ہوتا ہے۔ وہ بھی مرنے والے کے اطراف حدِنظر تک بیٹھ جاتے ہیں، پھر ملکُ الموت اُترتے ہیں اور مرنے والے کے سراہنے بیٹھ کر اس طرح خطاب کرتے ہیں۔ "اے خبیث روح اپنے رب کے غضب و قہر کی طرف چل"۔

اس وقت کافر کی روح اپنے بدن کے ذرّہ ذرّہ سے چمٹ جاتی ہے نکلنا نہیں چاہتی، ملکُ الموت اُسکی روح کو اسکے بدن سے اس طرح کھینچ لیتے ہیں جسطرح خاردار سلاخ بل کھائی اُون سے کھینچ لی جاتی ہے، اسکے اس عمل سے کافر کی جوڑیں اور رگیں چُورا چُورا ہو جاتی ہیں،

موجود فرشتے اُس ناپاک روح کو آناً فاناً ٹاٹ کے کفن میں لپیٹ دیتے ہیں اِس وقت ناپاک روح سے ایسی سڑی بدبو نکلتی ہے جو کسی مُردار جانور کے سڑجانے کے بعد پیدا ہوا کرتی ہے۔

سب فرشتے اس ناپاک روح کو لیکر آسمان کی طرف عروج کرتے ہیں راہ میں فرشتوں کا جو بھی گروہ ملتا ہے وہ دریافت کرتا ہے کہ یہ خبیث روح کس کی ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں فلاں بن فلاں اسکے بُرے اور گندے القاب سے اسکا نام لیتے ہیں، پھر پہلے آسمان پر پہنچ کر دروازہ

کھٹکھٹاتے ہیں لیکن دروازہ کھولا نہیں جاتا۔

رسول اللہ ﷺ نے یہاں تک بیان فرما کر قُرآنِ حکیم کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

لاَ تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلاَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ۔ آلایہ (الاعراف۔ آیہ ۴۰)

ترجمہ: کھولے نہ جائینگے اُن کیلئے آسمان کے دروازے اور وہ نہ داخل ہونگے جنت میں یہاں تک گھس جائے اونٹ سوئی کے ناکے میں (یعنی ہمیشہ ہمیشہ جہنّم میں پڑے رہیں گے)۔

اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے اس ناپاک روح کا نام سِجّین(۱) (بدکاروں کی قیام گاہ) میں لکھدو اسکے بعد اُسکی روح کو زمین کی طرف پھینک دیا جاتا ہے۔ یہاں رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ الآیہ (الحج۔ آیہ ۳۱)

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو گویا وہ آسمان سے

---

(۱) بدروحوں کے نامہ اعمال اور عارضی قیامگاہ کا مقام ہے جو ساتویں زمین سے نیچے ہے۔ (موضح القرآن)

گر پڑا پھر پرندوں نے اسکی بوٹیاں نوچ لیں یا اسکو ہوا نے کسی دور دراز جگہ میں لے جا پٹکا ہو۔

آخر اُسکی ناپاک روح اُسکے ناپاک جسم میں لوٹا دی جاتی ہے دو فرشتے اُسکی قبر میں اُترتے ہیں اور اسکو اُٹھا کر بیٹھا دیتے ہیں اور پھر پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور اُس شخص کے بارے میں تیرا کیا عقیدہ ہے جو تم میں بھیجا گیا تھا؟

ہر سوال کے جواب میں وہ ناپاک مُردہ کہتا ہے ہائے میں تو کچھ بھی نہیں جانتا۔

اِسپر آسمان سے ندا آتی ہے میرے بندے نے جُھوٹ کہا، اس کی قبر میں آگ کا بستر لگا دو اور جہنم کا دروازہ کھول دو پھر جہنم کی گرمی اور اُسکے جُھلسا دینے والی ہوائیں قبر میں آنے لگتی ہیں اور قبر کو تنگ کر دیا جاتا ہے جس سے اُسکی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں اس کے بعد ایک بدصورت وحشت ناک چہرے والا قبر میں داخل ہوتا ہے اور اُس ناپاک مُردے سے کہتا ہے جس دن کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا تو نے اُسکا مزہ چکھ لیا؟

مُردہ پوچھتا ہے تم کون ہو؟

کہتا ہے میں تیرا بُرا عمل ہوں۔

اسپر مُردہ چیخنے لگتا ہے اے میرے رب قیامت بَرپا نہ کر، قیامت

بَرپا نہ کر (کیونکہ اُسکو قیامت کے بعد اُسکے اصلی قیامگاہ جہنم میں جھونک دیا جاتا ہے)۔

(تنبیہ الغافلین صفحہ ۱۶، ابو اللیث السمرقندی)

حقیقت یہی ہے کہ ہر انسان کو خواہ وہ نیک ہو یا بد، موت کی اس مذکورہ کیفیت سے دوچار ہونا پڑتا ہے لیکن آخرت کی یہ پہلی رہ گزر بڑی کٹھن اور پرُ خطر ہے اگر کامیاب ہوگیا تو اِسکے بعد آنے والی ہر منزل کامیابی سے گزر جاتی ہے۔

سیدنا عثمان بن عفانؓ کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ ایک دفعہ آپکا گزر قبرستان پر ہوا اچانک آپ رونے لگے، لوگوں نے کہا امیر المومنین آپ جنت اور جہنم کا ذکر تے ہیں لیکن آپکو رونا نہیں آتا، قبروں کو دیکھ کر رو پڑتے ہیں؟

سیدنا عثمان غنیؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا ہے کہ انسان کی قبر آخرت کی پہلی منزل ہے جو اس منزل سے خیر کیساتھ گزر گیا بعد کی آنے والی ہر منزل آسان ہے اور اگر وہ اس پہلی منزل ہی میں پھنس گیا تو بعد کی آنے والی تمام منزلیں سخت ترین ہونگی۔ میں نہیں جانتا کہ میری یہ پہلی منزل کیسے گزریگی؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "میں نے قبر سے زیادہ خوفناک منظر اور کوئی نہیں دیکھا"۔

محمد بن السماکؒ کو ایک قبرستان میں یہ کہتے سنا گیا، لوگو! قبرستان کے اِس خاموش ماحول سے دھوکہ نہ کھاؤ۔ معلوم نہیں اسمیں کتنے مُردے شدید رنج و غم سے بے قرار ہیں۔

فقیہ ابواللیث سمرقندیؒ لکھتے ہیں جو شخص عذابِ قبر سے محفوظ رہنا چاہے اُسکو اپنی زندگی میں چار باتوں کی پابندی کرنی چاہیئے اور دیگر چار سے پرہیز۔

۱۔ فرض نمازوں کی پابندی۔ ۲۔ صدقات و خیرات کرنا۔
۳۔ قرآنِ حکیم کی تلاوت۔ ۴۔ کثرت سے اللہ کی تسبیح کرنا۔

یہ چار مذکورہ اعمال انسان کی قبر کو کشادہ اور پُررونق کر دیتے ہیں۔

۱۔ جھوٹ بولنا۔ ۲۔ خیانت کرنا۔
۳۔ چغلی کرنا۔ ۴۔ پیشاب سے احتیاط نہ کرنا۔

یہ چار باتیں عذابِ قبر کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔

یہ مختصر رسالہ:-

جو آپ کے ہاتھ میں ہے اسمیں مرنے والے کی روانگی کے طور و طریقے اور شرعی ہدایات مستند فقہی کتابوں سے جمع کر دیئے گئے ہیں جنکی تفصیل متصل صفحہ پر موجود ہے۔ آج یہ رسالہ آپکے ہاتھ میں ہے اور کل یہی آپکا سفرنامہ بنے گا۔

اَللّٰھُم ثَبتنَا بِا لْقَول الثَا بِت فِی الْحیٰوة اَلدُّنیَا وَ فِی الاٰخِرَة بِرحْمَتِك یَا اَرحَمَ الراحِمِین ۔ آمین

خادم الکتاب و السُنۃ

(محمد عبد الرحمٰن)

اختتام۔ مسجد الحرام مکۃ المکرمہ" اندرون مطاف"

۶/ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۹/ جولائی ۱۹۹۸

اِنَّ لِلْمَوتِ لَسَکَرات

(الحدیث)

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ

اور تحقیق کہ پہنچی بیہوشی موت کی، یہ وہ (چیز) ہے جس سے تو (اے غافل) بدکتا تھا۔

(الآیہ۔ قٓ آیت ۱۹)

(۱) سکرات کیا ہے؟

رُوح نکلنے سے پہلے کی وہ حالت جس میں انسان پر ایک بے قراری وبیہوشی سی طاری ہوجاتی ہے یہ روح کے جسم سے نکلنے کا وقت ہوتا ہے اسمیں مرنے والے کو سخت تکلیف ہوتی ہے اسی حالت کو "عالم نزع" جانکنی کا عالَم کہا جاتا ہے۔

(۲) ہمارے نبی ﷺ کا عالم سکرات :۔

اگر کسی کا دل پتھر نہ ہوگیا ہو تو سکرات کی سختی کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ کے سب سے پیارے بندے اور وہ جنکی شفاعت ہماری بخشش کا سہارا

ہے ان پر بھی سکرات کا وقت آیا بے قراری اور بار بار غشی طاری ہونے لگی تو سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ یہ حالت دیکھ نہ سکیں اور چیخ پڑیں وَاکربَ ابتاہ (ہائے میرے ابا کی بے قراری)، حضور ﷺ کو اس حالت میں بھی اُنہیں دلاسہ دینا پڑا، فرمایا فاطمہؓ تمھارے ابّا آج کے بعد کبھی بے چین نہ ہونگے.

لا اِلٰہَ الاّ اللّٰہُ

پھر جب وقت قریب آگیا تو آپ نے سیّدہ عائشہ صدیقہؓ کا سہارا لیا اور لیٹ گئے، حاضرین میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ (سیّدہ عائشہ صدیقہؓ کے بھائی) کے ہاتھ میں مسواک تھی آپ نے مسواک کی طرف نظر جما کر دیکھا سیّدہ عائشہ صدیقہؓ سمجھ گئیں کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہیں، بھائی سے مسواک لیکر اپنے دانتوں سے نرم کیا اور خدمتِ اقدس ﷺ میں پیش کر دیا، آپ نے بالکل تندرستوں کی طرح مسواک کی، اب وفات کا وقت قریب آرہا تھا وقت سہ پہر کا تھا سینے مبارک میں سانس کی گھڑ گھڑاہٹ محسوس ہوتے رہی اتنے میں لبِ مبارک پر حرکت پیدا ہوئی موجودہ حضرات نے یہ الفاظ سُنے " **اَلصّلوٰۃُ وَمَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُم** " (نماز اور ماتحت افراد، یعنی اِنکا خاص خیال رکھو) اسکے علاوہ اور بھی نصیحتیں فرمائی جنکی تفصیل کتب احادیث میں موجود ہے۔ پاس ہی پانی کا برتن تھا اسمیں بار بار اپنا دست مبارک ڈالتے اور چہرے اقدس پر ملتے جاتے اور فرماتے " **اَللّٰھم ھوِن عَلیَّ سَکَرَاتِ المَوۡتِ** " (الٰہی مجھ پر موت کی سختی آسان فرما)، چادر کبھی

اپنے منہ پر ڈالتے اور کبھی ہٹا دیتے اتنے میں ہاتھ اُٹھا کر انگلی سے اشارہ کیا اور تین دفعہ فرمایا "بَلِ الرَّفِيقَ الْاَعْلٰی"، "بَلِ الرَّفِيقَ الْاَعْلٰی"، "بَلِ الرَّفِيقَ الْاَعْلٰی" (اب اور کوئی نہیں صرف رفیق اعلٰی درکار ہے) اِنہی کلمات پر دست مبارک گر پڑا نگاہ میں ٹکٹکی بندھ گئی اور روح پاک عالم قُدس میں پہنچ گئی، فَصَلَوَاتُ رَبِّی وَ سَلَامُهٗ عَلَيْهِ دَائِماً اَبَدًا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُون

(۳) سکرات کی پہچان ؟

عام طور پر اسکی پہچان یہی ہے کہ جسم کی تمام رگیں کھنچنے لگتی ہیں، ہاتھ پیر کی گرفت ڈھیلی ہو جاتی ہے، پیشانی کی کن پٹیاں دبنے لگتی ہیں، رنگ بدل کر مٹیالا سا ہو جاتا ہے، ناک ٹیڑھی ہو جاتی ہے آوازیں سُنائی دیتی ہیں، ہونٹ خشک، ہاتھ پیر سرد اور بے حس ہونے لگتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ٹھیک یہی یا اس سے ملتے جلتے آثار جب دکھائی دیں تو سمجھ لیجئے کہ وقت "سکراتِ موت" کا ہے۔

اللہ تعالٰی ہم سب پر آسان فرمائے۔

(۴) مسائل سکرات:-

تلقین:- اس وقت کرنے کا سب سے اہم کام یہ ہے کہ مرنے والے کو کلمہ طیبہ کی تلقین کیجئے اس طرح کہ اس کے قریب خود کلمہ شہادت

اَشْهَدُ اَنْ لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُه وَرَسُوْلُهٗ، یا صرف کلمہ طیّبہ **لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه مُحَمَّد رَسُوْلُ اللّٰه،**
بار بار ہلکی آواز میں دُہراتے رہئے مرنے والے سے یہ نہ کہئے تم بھی پڑھو۔

یہ تلقین اس وقت تک جاری رکھیئے کہ مرنے والا اپنی زبان سے ایک دفعہ کلمہ طیّبہ پڑھ دے یا اشارہ سے پڑھنے کی تصدیق کردے، پھر تلقین بند کردیجئے۔ البتہ اگر اُس نے اِسکے بعد دُنیا کی کوئی بات کی یا اسکی زبان سے نکل گئی تو پھر دُوبارہ کلمہ طیّبہ کی تلقین مذکورہ طریقے پر کردیجئے اصرار نہ کیجئے مقصد تو یہ ہے کہ اِسکا آخری کلام **لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه** ہوجائے اس عمل کو تلقین میّت کہتے ہیں۔

تلقینِ کلمہ کے علاوہ مرنے والے کے پاس حاضرین کا سورۃ "یٰسین" اور سورۃ "رَعد" کا ہلکی آواز سے پڑھنا بھی مستحب ہے، یہ عمل موت کی طلبی کیلئے نہیں ہوتا بلکہ مرنے والے کی آسانی اور راحت کیلئے ہوتا ہے۔(۱)

جب اس بات کا یقین ہو جائے کہ یہ آخری وقت ہے، حاضرین کو دُعا میں مشغول ہوجانا چاہئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اِسکو اسلام و ایمان پر قائم رکھے

---

(۱) سکرات کی حالت میں وقفہ وقفہ سے مرنے والے کے منہ میں پانی کے قطرات ڈالتے رہئے نزع کی شدت میں پیاس کا غلبہ ہوا کرتا ہے، احادیث میں یہ وضاحت بھی آئی ہے کہ ایسے وقت شیطان مَردُود ٹھنڈا اور شیریں پانی پیش کرتا ہے اور مرنے والے سے کہتا ہے اگر تم "لا اِلٰہ غیری" (یعنی میرے سوا اور کوئی معبود نہیں) کہدو تو تمہیں یہ پانی پلادونگا؟ نعُوذُ باللہ مِن الشیطان الرجیم۔ (مراقی الفلاح ص ۱۱۲)

اور اس پر اپنا فضل و کرم فرمائے۔ جب مرنے کی خبر ملے تو اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی وَلَہٗ وَاَعْقِبْنِیْ مِنْہُ عُقْبٰی حَسَنًا (یہ دُعا دفن میت کے بعد بھی بڑی موثر ہے)۔

تنبیہ:- اگر جاں کنی کے عالم میں خدانخواستہ کسی مسلمان کی زبان سے کُفر یا شِرک کا کلمہ بھی نکل جائے تو اِسکا کچھ بھی اعتبار نہیں کیا جائیگا کیونکہ اس وقت اُسکے ہوش و حواس ٹھکانے نہیں ہیں اسکی تجہیز و تکفین عام مسلمانوں کی طرح ہوگی البتہ اُسکی مغفرت کیلیئے اللہ تبارک وتعالیٰ سے خوب دُعائیں مانگنی چاہیئے اور میت کی کسی بھی بُرائی کا اظہار نہ کرنا چاہیئے، احادیث میں اس بات کی سخت ممانعت آئی ہے مسلمان کے مرنے کے بعد اُسکی بُرائی نہ کی جائے اور نہ اُسکے عیب بیان کیئے جائیں بلکہ اُسکی اچھائیاں بیان کی جانی چاہیئے، اگر وہ بُرا تھا تو اُسکو وہاں کا عذاب کافی ہے اور اگر وہ نیک ہے تو نیکوں کی بُرائی کرکے تم کیا پاؤ گے؟

ایسے وقت مرنے والے کے سامنے مال و جائیداد بیوی بچوں کا تذکرہ نہ کریں اگر وہ شروع کردے تو حکمت عملی اور نہایت تحمل و عنایت سے بات چیت کو آخرت کی طرف پھیر دیجئے۔

(۵) میت کے مسائل:-

اب مرنے والا مرچکا اُسکا بے جان لاشہ آپکے سامنے ہے آنکھیں کھلی رہ گئی ہوں تو بند کردیجئے، اور بند کرتے وقت یہ کلمات پڑھیئے:

" بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ یَسِّرْ عَلَیْهِ اَمْرَهٗ وَ سَهِّلْ عَلَیْهِ مَا بَعْدَهٗ وَ اَسْعِدْهُ بِلِقَآئِكَ وَ اجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَیْهِ خَیْراً مِمَّا خَرَجَ عَنْهُ ۔ (مراقی الفلاح، ص ۱۱۲)

پھر کپڑے کی ایک پٹی اُسکی ٹھوڑی کے نیچے سے لیکر اُسکے سر پر باندھ دیجئے تاکہ منہ کھلا نہ رہ جائے اور پیٹ پر لوہے یا مٹی کا کچھ ہلکا وزن رکھ دیجئے تاکہ پیٹ پھول نہ جائے، اور دونوں پیر کے انگوٹھے ملا کر باندھ دیجئے۔ میت کو چارپائی یا تخت پر ہی رہنے دیجئے اور اسکے اطراف عطر چھڑک کر یا عود لوبان جلا کر خوشبو مہکا دیجئے، میت کے پاس ناپاکی کی حالت میں نہ مرد آنے پائے نہ عورت، البتہ بعض علماء نے حیض ونفاس والی عورت کو میت کے قریب بیٹھنے میں مضائقہ نہیں سمجھا ہے۔ (مراقی الفلاح، صفحہ ۱۱۲)

جب تک میت کو غسل نہ دیا جائے میت کے قریب قرآن نہ پڑھا جائے البتہ دوسرے کمرے میں پڑھا جا سکتا ہے۔ اب مرنے والے کی خبر اعزہ واقرباء اور اہل محلہ خصوصی احباب کو کر دیجئے اور تجہیز و تکفین اور قبر کی تیاری میں مشغول ہو جائے کیونکہ یہ مشورہ نبی کریم ﷺ نے دیا ہے اور تاکید بھی فرمائی ہے اسی میں ہماری اور میت کی بھلائی ہے، میت کے چہرے کو بوسہ (۱) دینا، قبر میں اُسکی صورت دیکھنا درست ہے۔ اگر میت عورت ہو تو ایسے وقت غیر محرم مردوں

---

(۱) عن عائشہؓ (فی روایۃ وفات النبی ﷺ) فدخل فکشف عن وجهه ثم اکب علیه فقبلة ثم بکی۔ (بخاری)

کو ہٹادینا چاہیئے۔ میت کا پردہ واجب ہے۔(مراقی الفلاح۔صفحہ ۱۱۳)

(٦) غسل میّت کے مسائل:-

لکڑی کا وہ تختہ جس پر لاش لٹائی جاتی ہے لمبائی میں مشرق مغرب کی سمت میں رکھدیجئے اور اسکو تین یا پانچ مرتبہ صندل یا عود لوبان کی دُھونی دیجئے (۱)۔ پھر میّت کو اس پر اسطرح چت لٹادیجئے کہ پیر قبلہ کی طرف رہیں اور منہ بھی کچھ قبلہ رُخ ہو جائے (البتہ اتنی جگہ نہ ہو کہ اس طرح لاش کو لٹاسکیں تو جیسا بھی موقعہ ہو ویسے ہی غسل دے دیں)۔ اب میّت کے جسم والے کپڑے اُتار دیجئے مگر پاجامہ یا تہبند جو بھی ہو اس احتیاط سے اتاریئے میّت کا ستر کھلنے نہ پائے اِسکے بعد ناف سے گھٹنوں تک ایک کپڑا ڈال کر پاجامہ یا تہبند کھینچ لیجئے، غسل کے لئے جو پانی گرم کریں اسمیں بیری یا خطمی یا نیم کے پتے یا صابن ڈالکر گرم کریں اگر ان میں سے کوئی چیز بھی موجود نہ ہو تو سادہ گرم پانی کافی ہے۔

غسل شروع کرنے سے پہلے مٹی کے تین عدد ڈھیلے (یا طاق عدد) سے میّت کی نجاست دور کر دیجئے پھر کپڑے کی تھیلی بائیں ہاتھ میں پہن کر پانی سے استنجاء کروا دیجئے اور پھر تھیلی نکال پھینکئے اور ہاتھ دھو کر داہنے ہاتھ کی

---

(۱) عود یا لوبان کی دھونی صرف تین موقعوں پر دی جاتی ہے۔ ۱۔میّت کی روح نکلنے کیوقت (سکرات کے وقت)۔ ۲۔غسل جنازے کیوقت۔ ۳۔کفنانے کیوقت۔ جلوس جنازے میں دھونی کرنا ممنوع ہے۔

کلمہ والی انگلی پر کپڑا یا روئی لپیٹ کر اُسکو تر کیجئے پھر میت کے دانتوں اور مسوڑھوں پر تین تین بار ملئے اور کپڑا یا روئی نکال کر پھینکئے پھر روئی یا کپڑے کی بتی بنا کر اسکو ناک کے دونوں سوراخوں میں پھیرا دیجئے (منہ اور ناک میں پانی نہ ڈالئے) اب مُنھ، ناک، کان میں روئی رکھ کر پانی سے مُنھ دُھلا دیجئے، پھر کہنی سمیت دونوں ہاتھ دُھلایئے سر کا مسح کر دیجئے اور ڈاڑھی کو خطمی یا صابون سے اچھا صاف کر دیجئے۔ پھر میت کو بائیں کروٹ کر کے سر سے پیر تک تین مرتبہ پانی بہا دیجئے اور ساتھ صابن وغیرہ سے بدن بھی ملتے جایئے (مگر ستر کی جگہ کو کپڑے کی تھیلی پہنے بغیر ہاتھ نہ لگایئے) اسکے بعد میت کو داہنی کروٹ لِٹا کر اسی طرح تین مرتبہ بدن ملتے ہوئے پانی بہا دیجئے، پھر اپنے ہاتھوں یا گھٹنوں یا سینے سے سہارا دیکر بیٹھایئے اور پیٹ آہستہ آہستہ نیچے کی طرف ملئے اگر کچھ غلاظت نکلے تو دُھو ڈالئے مگر دوبارہ وضو یا غسل دینے کی ضرورت نہیں۔ اسکے بعد میت کو بائیں کروٹ لِٹا کر کافور ملا ہوا پانی سر سے پیروں تک تین مرتبہ بہا دیجئے، غسل پورا ہوگیا، تمام بدن کو خشک کپڑے سے پونچھ ڈالئے اگر اسکے بعد بھی بدن سے کوئی غلاظت خارج ہو تو اسکو دھو ڈالیئے دوبارہ وضو یا غسل کی ضرورت نہیں۔ اب تہبند بدل دیجئے، سر میں بال ہوں تو ان میں اور ڈاڑھی پر خوشبو (عطر) لگایئے، میت کے دونوں پیر، ہتھیلیوں اور پیشانی اور ناک کہنی اور گھٹنوں پر کافور مل دیجئے۔ اگر منھ، کان، ناک میں روئی رکھ دی جائے تو حرج نہیں (تا کہ کوئی

آلائش نہ نکلے)۔

(۷) غسل دینے والے:-

(۱) میت سے جسکا رشتہ زیادہ قریب ہو وہ غسل دے یا پھر کوئی نیک پر ہیزگار آدمی جو غسل کے مسائل سے واقف غسل دے۔

(۲) بیوی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے، دیکھ سکتی ہے، اُٹھا بیٹھا سکتی ہے (بذل شرح ابوداؤد، ج ۴، ص ۱۹۱)، لیکن شوہر اپنی بیوی کو نہ غسل دے سکتا ہے نہ ہاتھ لگا سکتا ہے البتہ چہرہ دیکھ سکتا ہے اور جنازہ اُٹھا سکتا ہے (مراقی الفلاح۔ ص ۱۱۳)۔

(۳) اسی طرح ایسے لڑکے یا لڑکیاں جو شہوت کی حد تک نہ پہنچے ہوں اِنکو مرد یا عورت کوئی بھی غسل دے سکتے ہیں۔

(۴) اگر میت عورت ہے اور کوئی عورت نہلانے والی نہ ہو یا میت مرد ہے اور کوئی مرد نہلانے والا نہیں تو جو اس میت کے محرم ہوں وہ اپنے ہاتھ سے میت کا تیمم کرادیں، اور اگر محرم نہ ہو تو اجنبی اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر تیمم کرادے، غسل دینے کی ضرورت نہیں، تیمم سے غسل ادا ہو گیا۔

(۵) غسل دینے والوں کو غسل دیتے وقت غُفْرَانَكَ يَا رَحْمٰنُ (اے رحمت والے تیری مغفرت مانگتے ہیں) پڑھتے رہنا چاہئے۔

(۶) اگر کوئی شخص ڈوبنے سے مر جائے تو اسکا غسل بھی ضروری ہے البتہ پانی سے نکالتے وقت غسل میت کی نیت سے لاش کو پانی میں حرکت

دیدی جائے تو میت کا غسل ادا ہو جائیگا، لیکن سنت کے مطابق غسل دینا چاہئے۔

(۷) جلی کٹی میت کو بھی غسل وکفن دیا جائیگا، اور نماز جنازہ بھی پڑھی جائیگی۔

(۸) میت کے اعضاء پر پلاسٹر وغیرہ لگا ہوا تو تو اسی حالت پر غسل دیا جائے گا نکالنے کی ضرورت نہیں۔

(۹) سڑی گلی میت کو غسل نہیں دیا جائیگا البتہ ایک کپڑے میں لپیٹ کر نماز جنازہ پڑھی جائیگی اور دفن کر دیا جائیگا۔

(۱۰) اگر میت کا اکثر بدن یا نصف بدن سر کے ساتھ ملے تو اسکو غسل وکفن دیا جائیگا اور نماز جنازہ بھی پڑھی جائیگی، ورنہ ویسے ہی ایک کپڑے میں دفن کر دیا جائیگا۔

(۱۱) جو مسلمان ظلماً (۱) مارے جائیں یا شہید ہوں اُنکو غسل نہیں دیا جائیگا جسم کے خون آلود کپڑوں کے ساتھ کفن دیا جائیگا اگر میت کے کپڑے مسنون کفن سے کم ہوں تو اضافہ کیا جائیگا اور اگر زائد ہوں تو اُنھیں اُتار لیا جائیگا، نماز جنازہ اداء کی جائیگی اگر یہ لوگ جنابت یا حیض و نفاس کی حالت میں

---

(۱) جو مسلمان ظلماً مارے جاتے ہوں اُنھیں شہید کہا جاتا ہے یہ ظلماً مارا جانا خواہ میدان جہاد میں ہو یا اسکو باغیوں، ڈاکوؤں، چوروں یا ظالموں نے قتل کر دیا ہو۔ شہید کی تین قسمیں ہیں: ۱) شہید فی الدنیا والآخرہ.. اسکو شہید کامل بھی کہا جاتا ہے یہ وہ شہید ہے جس پر دنیا اور آخرت میں شہادت کے احکام جاری ہوتے ہیں (اس شہادت کے ثبوت کیلئے سات شرطیں ہیں جو کتب فقہ میں دیکھی جاسکتی ہیں) ایسے شہید کو غسل نہیں دیا جاتا اسکے خون آلود کپڑوں میں کفن دیا جاتا ہے البتہ نماز جنازہ پڑھی جائیگی۔ (بقیہ صفحہ ۲۵ پر)

مارے گئے ہوں تو انہیں غسل بھی دیا جائیگا۔

(۱۲) نابالغ یا مجنون افراد ہوں تو انکے ساتھ عام میّت جیسا معاملہ کیا جائیگا، یعنی غسل وکفن دیا جائیگا۔

(۸) کفن اور تکفین کے مسائل:۔

میّت مرد:۔ اگر میت مرد ہو تو سنت یہ ہے کہ تین عدد سفید کپڑے خواہ دُھلے ہوئے ہوں ایک کپڑا اتنا چوڑا ہو کہ اسمیں میّت لپیٹی جاسکے اور اتنا لمبا ہو کہ سر کے اوپر اور پیر کے نیچے کچھ نکلا ہوا رہے، اس کپڑے کو لفافہ کہتے ہیں، اسکو کسی پاک چٹائی یا تخت پر بچھا دیجئے، پھر اسکے اوپر ایک اور کپڑا بچھا دیجئے جو اتنا ہی چوڑا ہو مگر لمبائی میں میت کے سر سے پیر تک آجائے اسکو ازار کہتے ہیں، اب ازار پر ایک دُھیرا کپڑا جس کے بیچ میں چاک کھول دیا گیا ہو اور جو میّت کے کندھوں سے اُسکی آدھی پنڈلیوں تک آجائے اسطرح بچھا دیجئے کہ آدھا حصہ بچھا رہے اور چاک والا آدھا حصہ سرہانے کی طرف سمٹا رہے اسکو قمیص کہتے ہیں، یہ مرد کا سنت کفن ہوا (لفافہ، ازار، قمیص)۔

(تسلسل حاشیہ صفحہ ۲۴) (۲) شہید فی الآخرہ... ایسا شہید جو آخرت میں شہادت کا درجہ پائیگا دنیا میں اس پر شہید کے احکام جاری نہ ہونگے۔ یہ وہ شہید ہے جو کسی حادثہ میں ڈوب مرا ہو یا آگ لگنے سے فوت ہوا ہو یا عمارت یا کسی بلندی سے گرنے پر فوت ہوا ہو یا درندے کے کاٹ کھانے سے فوت ہوا ہو یا بخار یا دورے پڑنے سے فوت ہوا ہو یا جو پیٹ کے درد سے یا عورت ولادت میں فوت ہوئی ہو یا علم دین کی تحصیل میں یا جمعہ کی رات فوت ہوا ہو، اہل تحقیق علماء نے شہید فی الآخرہ کے گیارہ نام بیان کئے ہیں جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں (بقیہ ص ۲۶)

کفن پورا ہو چکا اب میت کو احتیاط سے اٹھا کر اس کفن پر لٹا دیجئے اور قمیص کا آدھا سمٹا ہوا حصہ چاک میں سے گزار کر جسم پر اُلٹ دیجئے کہ کندھوں سے پنڈلیوں تک آ جائے، اب تہبند آہستہ سے کھینچ کر درمیانی کپڑے ازار کو پہلے بائیں طرف سے میت پر لوٹ دیجئے اور پھر داھنی طرف سے لوٹ دیجئے، اسکے بعد نیچے والے کپڑے 'لفافہ' کو بھی اسی ترتیب سے لپیٹ کر سرانے اور پائینتی کی طرف نکلے ہوئے کپڑے کو کسی ڈوری یا کپڑے کی کترن سے باندھ دیجئے، بس میت کی تکفین ہو گئی۔

میت عورت:۔

اگر میت عورت ہو تو سنت یہ ہے کہ پانچ کپڑے لیجئے جو پاک ہوں خواہ نئے ہوں یا پرانے، سفید ہوں یا رنگین یعنی مردانہ کفن پر مزید دو کپڑے زائد ہونگے ایک سینہ بند دوسرا سر بند (اوڑھنی)۔ سینہ بند میت کی بغل سے گھٹنوں

(تسلسل حاشیہ صفحہ ۲۵)۔۔۔ (تفصیل کیلئے ہماری کتاب "فرامینِ رسول اکرم ﷺ" صفحہ ۲۵۵ دیکھئے)۔ ایسی حالت میں فوت ہونے والوں کو غسل وکفن دیا جائیگا نماز جنازہ بھی پڑھی جائیگی یہ سب آخرت میں شہادت کا درجہ پائیں گے دنیا میں ان پر شہید کے احکام جاری نہ ہونگے۔

۳) شہید فی الدنیا۔۔۔ یہ وہ پوشیدہ منافق یا غیر مخلص مسلمان ہے جو صرف نام آوری، یا زر زمین یا وطن و قوم کیلئے جہاد فی سبیل اللہ میں شرکت کرتا ہوا فوت ہو جاتا ہے چونکہ نیت اسلام کی سر بلندی کیلئے نہ تھی اسلئے آخرت میں شہادت کا درجہ نہ پائیگا البتہ دنیا میں ظاہری طور پر شہید کے احکام جاری ہونگے، یعنی اسکو غسل نہیں دیا جائیگا خون آلود کپڑوں ہی میں دفن کیا جائیگا چونکہ مسلمانوں کا ظاہری لبادہ اختیار کیا تھا اسلئے اسپر نماز جنازہ پڑھی جائیگی اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائیگا۔

کے نیچے تک لمبا ہوگا، اور سربند سر سے لیکر بالوں کی لمبائی سے کسی قدر زائد لمبا ہوگا۔ عورت کے کفن میں پہلے سینہ بند بچھایا جائیگا اسپر لفافہ رکھئے پھر اسپر ازار، اس ازار پر سربند اور پھر اسپر قمیص پہنا کر تہبند کھینچ لیجئے اور سر کے بالوں کے دو حصّے کر کے سر پر سے اوڑھنی لے کر ان بالوں کو اسمیں لپیٹ کر میّت کے سینے پر رکھ دیجئے اور پھر اسپر ازار اور لفافہ لپیٹ دیجئے اسکے بعد سینہ بند بغلوں سے نکالکر گھٹنوں کے نیچے تک پہلے بائیں اور پھر دائیں طرف سے لپیٹ کر اُسکے کناروں کی جگہ کو اس کپڑے کی گرہ دے کر باندھ دیجئے اور کمر کو کسی فیتہ یا کپڑے کی کترن سے باندھ دیجئے، بس تکفین ہوچکی۔

(۹) اگر میّت لڑکا یا لڑکی ہو:۔

خواہ بالغ ہو یا نا بالغ اس کا کفن مرد اور عورت ہی کے کفن جیسا ہوگا البتہ میّت بہت چھوٹا بچہ ہو تو ایک کپڑے کا اور بہت چھوٹی لڑکی ہو تو دو کپڑوں کا کفن جائز ہے۔ اگر لڑکا یا لڑکی مردہ پیدا ہوئے ہوں تو صرف ایک پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے نہ اُسکا (۱) مسنون غسل ہے نہ نماز جنازہ، البتہ اسکا نام رکھ دیا جائے (قیامت کے دن ایسے بچوں کو اُنکے باپ کے نام کیساتھ پکارا جائیگا)۔ اور اگر حمل ساقط ہوگیا ہو تو ناتمام بچے کا نہ غسل ہے نہ کفن نہ نماز، ایک پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے ایسے ناتمام بچے کا بھی نام رکھدینا بہتر ہے۔ (کَذَا قَالُوا)

---

(۱)۔ ویسے ہی غسل دے دیا جائے۔ یعنی جسم پاک کر دیا جائے۔

اور اگر کوئی بچہ پیدا ہو کر دو چار سانس لیا پھر فوت ہو گیا تو اسپر عام میّت کا حکم جاری ہو گا یعنی غسل و کفن، اور نماز جنازہ ادا کی جائیگی۔

(۱۰) اگر سنت کے مطابق کفن میسّر نہ ہو:-

میّت مرد ہو تو صرف دو کپڑے (لفافہ، ازار) اور اگر عورت ہو تو تین کپڑے (لفافہ، ازار، سر بند) کافی ہیں ایسے کفن کو "کفنِ کفایت" کہتے ہیں۔

اور اگر یہ بھی میسّر نہ ہو تو صرف ایک ہی چادر میں جسمیں میّت کا سارا جسم چھپ جائے کافی ہے اس کو "کفنِ ضرورت" (۱) کہا جاتا ہے، غزوہ اُحد کے بعض شہیدوں کو صرف ایک ہی کپڑے میں کفن دیا گیا تھا۔

(۱۱) جنازے کے مسائل:-

میّت کفنائی جا چکی تو اب اس کو کسی ڈولے یا چار پائی پر رکھ کر اسکے چاروں کونے چار مرد اپنے کندھوں پر اُٹھالیں اور پھر باری باری سے جتنے

---

(۱)۔ اس "کفنِ ضرورت" میں بھی اگر کپڑا سر اور پیر کو نہ ڈھانک رہا ہو تو میّت کے سر کو کپڑے سے ڈھانک دیں اور پیروں کو گھانس یا کسی اور چیز سے چھپا دیں، حضرت خبابؓ اپنے ساتھی حضرت مُصعب بن عمیرؓ کا کفن جو غزوہ اُحد میں شہید ہوئے تھے ایسا ہی بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اُن کا سر چھپانے اور پیروں پر گھاس ڈالدینے کا حکم دیا تھا۔ حضرت مصعبؓ امیر زادے تھے اسلام قبول کرنے پر انکے کافر باپ نے اِنھیں گھر سے برہنہ نکال دیا تھا یہ اپنے باپ کے گھر ہر روز صبح و شام نیا لباس تبدیل کیا کرتے تھے اور اتارا ہوا لباس صدقہ کر دیا کرتے۔ اللھم ارفَعْ دَرَجَتهُ و اکرِم نُزلهُ

لوگ جنازے کیساتھ شریک ہیں کندھا دیتے رہیں کم از کم دس قدم ایک ایک طرف کندھا دیجئے تاکہ چالیس قدم جو مستحب عمل ہے پورا ہو جائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ان چالیس قدموں کے عوض اللہ تعالیٰ اس اُٹھانے والے کے چالیس کبیرہ گناہ معاف کردیتے ہیں۔ (مراقی الفلاح)

بہتر ہے پہلے میت کا داہنا کندھا اپنے داہنے کندھے پر رکھیں چند قدم چل کر پھر میت کے داہنے پیر والا حصہ اپنے داہنے کندھے پر لیں اسکے بعد میت کا بایاں کندھا والا حصہ اپنے بائیں کندھے پر لیں پھر میت کا بایاں پیر والا حصہ اپنے بائیں کندھے پر لیں اسطرح چاروں گوشوں کو اُٹھانے پر پوری میت اُٹھانے کی توفیق ہو جاتی ہے۔ (نور الایضاح، ہدایہ)

جنازہ وقار کے ساتھ مگر ذرا تیز قدم سے لے چلئے آپ کے چہروں پر غم کا اثر اور دل میں خدا کا خوف رہے آپس میں دُنیاوی بات چیت، گپ شپ، سگریٹ نوشی، فضول گوئی ہرگز ہرگز نہ ہونے پائے بلکہ دبی زبان سے ذکر اللہ (سُبحَانَ اللهِ وَ بِحَمدِہٖ سُبحَانَ اللهِ العَظِیم) یا اور کوئی ذکر اللہ کرتے رہیئے یا قرآن کی تلاوت کرتے رہیئے یہ سوچیئے کہ میت پر کیا گزر رہی ہے؟ یا کیا گزریگی؟ اور یہی سب کچھ ہم پر بھی گزرنی ہے۔ ایسے عبرت کے وقت میں غفلت بری اور بہت بری ہے۔ اللھم اھدِ نا سَدِّدْ خُطانَا۔

جلوس جنازہ میں اُونچی آواز سے کلمہ طیّبہ یا اور کوئی ذکر کرنا ممنوع ہے اگر کوئی ایسا کر رہا ہو تو اُسکو نرمی سے رُوک دیجئے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح)

جنازے کے ہمراہ پیدل چلنا اور پیچھے چلنا مستحب ہے ضرورۃً سوار بھی

ہوسکتے ہیں۔

جلوسِ جنازہ میں عورتوں کا شریک ہونا منع ہے۔ (مراقی الفلاح)

جنازے کو کسی سواری یا موٹر کار پر لیجانا سنت طریقہ نہیں۔

(۱۲) نماز جنازہ کے مسائل :-

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اگر ایک شخص نے بھی پڑھ لی تو سب کی جانب سے فرض ادا ہوگیا خواہ نماز پڑھنے والا مرد ہو یا عورت البتہ اگر کسی نے بھی نہ پڑھی تو سارے شہر والے گنہگار ہونگے، کہیں ایسی صورت ہو جائے تو بعد میں قبر پر بھی نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے۔

(۱۳) نماز جنازہ کا طریقہ:-

میت کو آگے رکھے اور امام اسکے سینے کے مقابل قبلہ رُخ کھڑا ہو جائے اور لوگ امام کے پیچھے کم از کم تین صفیں قریب قریب بنالیں، نیت اس طرح کیجئے "نماز جنازہ پڑھتا ہوں اللہ کیلئے اور اس میت کی دُعاء کیلئے" اسکے بعد اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ عام نمازوں کی طرح باندھ لیجئے اور ثنا اسطرح پڑھئے (۱)۔
(نیت میں الفاظ کا ادا کرنا ضروری نہیں)

---

(۱): پہلی تکبیر کے بعد سُبحانَكَ اللّٰھُمَّ کے علاوہ سورۃ فاتحہ بطور ثنا پڑھی جائے تو بھی جائز ہے، نماز جنازہ میں میت کیلئے کئی ایک خاص دُعائیں آئی ہیں سب پڑھی جا سکتی ہیں۔
(مراقی الفلاح۔ ص ۱۱۵)

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَ تَعَالٰی جَدُّكَ وَ جَلَّ ثَنَاءُكَ وَ لَا إِلٰهَ غَيْرُكَ.

پھر دوسری تکبیر اللہ اکبر کہئے مگر ہاتھ نہ اُٹھائیے اور درود شریف (جو عام نمازوں میں پڑھا جاتا ہے) پڑھئے پھر بلا ہاتھ اُٹھائے تیسری تکبیر کہئے (ہاتھ اُٹھاتے وقت یا تکبیر کہتے وقت آسمان کی جانب نہ دیکھئے جیسا کہ عام طور پر رواج ہے) اور یہ دُعا پڑھئے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَ مَيِّتِنَا وَ شَاهِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِيْرِنَا وَ كَبِيْرِنَا وَ ذَكَرِنَا وَ اُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَ مَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ.

اتنی دُعا کافی ہے البتہ اسکے ساتھ یہ بھی دُعا ملا لیجئے تو زیادہ بہتر ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَ ارْحَمْهُ وَ عَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَ اَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَ وَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَ اغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَ نَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَ اَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ عَذَابِ النَّارِ (۱)

---

(۱) نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی کے نماز جنازہ میں مذکورہ دُعا ہلکی آواز سے پڑھی تھی راوی حدیث حضرت عوف بن مالکؓ کہتے ہیں کہ میرے دل میں یہ شدید خواہش وتمنا پیدا ہوئی کہ اے کاش یہ میت میں ہوتا۔ (مراقی الفلاح)

اگر میت نابالغ لڑکا ہو تو یہ دُعا پڑھی جائے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطاً وَّ اجْعَلْہُ لَنَا اَجْراً وَّ ذُخْراً وَّ اجْعَلْہُ لَنَا شَافِعاً وَّ مُشَفَّعاً.

اور اگر میت نابالغ لڑکی ہو تو یہی دُعا معمولی سی تبدیلی سے اس طرح پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطاً وَّ اجْعَلْھَا لَنَا اَجْراً وَّذُخْراً وَّ اجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّ مُشَفَّعَۃً.

اگر کوئی دُعا بھی یاد نہ ہو تو رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّار پڑھ لیں۔

اور اگر یہ دُعا بھی یاد نہ ہو تو میت کے سامنے باوضو صفیں باندھ کر چار مرتبہ اللہ اکبر کہہ دیں فرض کفایہ ادا ہو جائیگا۔ جب دُعاءِ میت پڑھ چکیں تو پھر چوتھی تکبیر کہہ کر عام نمازوں کی طرح دونوں جانب سلام پھیر دیں، بس نماز جنازہ ادا ہوگئی، اب فوراً جنازہ اُٹھا کر قبرستان لے چلیں، نماز جنازہ کے بعد "الفاتحہ" کہنا یا پھول کی چادر وغیرہ ڈالنا نبی اکرم ﷺ سے ثابت نہیں اور نہ ہی آپکے اصحاب نے کبھی ایسا کیا نہ ہی ہمارے آئمہ فقہ اس کے قائل ہیں بلکہ اسکے خلاف تصریحات ملتی ہیں۔

(دیکھئے شامی، عالمگیری، مراقی الفلاح وغیرہ)۔

(۱۴) اگر ایک وقت میں کئی جنازے ہوں:-

بہتر یہی ہے کہ ہر ایک جنازے کی نماز علیحدہ علیحدہ پڑھی جائے لیکن سب

جنازوں کیلئے ایک ہی نماز پڑھنا بھی درست ہے ایسی صورت میں جنازے طولاً ایک دوسرے کے سامنے رکھے جائیں تاکہ سب امام کے روبرو ہوں، اگر جنازہ عید کی نماز کے وقت آئے تو پہلے نماز عید ادا کی جائے پھر نماز جنازہ اسکے بعد خطبۂ عید پڑھا جائے اور یہی صورت نماز جمعہ کے وقت پیش آئے تو پہلے خطبۂ جمعہ پھر نماز جمعہ ادا کی جائے اسکے بعد نماز جنازہ پڑھی جائے۔

(۱۵) جوتا پہنے نماز ادا کرنا:-

یہ صرف اُسی وقت جائز ہے جبکہ جگہ اور جوتے پاک ہوں، ناپاک جوتے پہن کر نماز جنازہ ادا کرنا درست نہیں۔ اسطرح پیروں سے جوتا اُتار کر اُسپر کھڑا ہونا جیسا کہ عام رواج ہے یہ عمل بھی اس وقت درست ہے جبکہ جوتے پاک ہوں ورنہ نماز جنازہ ادا نہ ہوگی۔

(۱۶) نماز جنازہ کی امامت:-

سب سے پہلے اِسکا حق بادشاہ وقت کو ہے یا اُسکا نائب اور اگر یہ نہ ہو تو شہر کا قاضی۔ ان حضرات کو امام بنانا واجب ہے خواہ میت کا ولی چاہے یا نہ چاہے اور خواہ ان سے بھی زیادہ اور کوئی عابد و زاہد لوگ موجود ہوں اگر ان میں سے کوئی نہ ہوں تو پھر محلّہ کی مسجد کا امام بشرطیکہ میت کے عزیزوں میں اس سے افضل کوئی مرد نہ ہو ورنہ وہی عزیز امامت کرے۔ پھر میت کا ولی یا جسکو وہ اختیار دے [illegible]

پڑھائی تو میت کے ولی کو دوبارہ نماز جنازہ پڑھنے کا حق ہے۔اگر میت دفن ہو چکی ہو تو اسکی قبر پر بھی نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے۔

خودکشی سے فوت ہونے والے کو غسل وکفن و نماز جنازہ سب کچھ کیا جائیگا البتہ دوسروں کی عبرت کیلئے شہر کے نیک و سربر آوردہ حضرات شریک نہ ہونگے۔

(۱۷) قبر کے مسائل:۔

قبر دو طرح کی ہوتی ہے ایک لحد (بغلی قبر) دوسری شق (صندوق نما)۔ گو بغلی قبر مسنون ہے مگر آج کل عرب وعجم میں صندوقی قبر کا رواج ہے، لہٰذا ہم اسکی تفصیل لکھتے ہیں۔

(شق) صندوقی قبر:۔

میت کی لمبائی سے کچھ زیادہ دراز اور اتنا چوڑا گڑھا کھدوایئے کہ اسکی لمبائی میں دونوں طرف اینٹ کی چھوٹی دیواریں چن دی جائیں تو بھی اسمیں میت کیلئے کشادہ جگہ رہ جائے، اس گڑھے کی گہرائی درمیانی قد کے سینہ برابر یا پورے قد کے برابر ہو۔قبر کی لمبائی میں دائیں بائیں کچی اینٹ کی دیواریں سطح زمین سے ایک ہاتھ کم چنوادیجئے یا لکڑی کے تختے یا لکڑی کھڑی کر دی جائیں تاکہ میت کو قبر میں لٹانے کے بعد ان دیواروں پر لکڑیاں یا تختے بچھا کر قبر کی چھت پاٹ دی جائے پھر چھت پر مٹی ڈالکر قبر بند کر دی جائے،

قبر کی اونچائی سطح زمین سے ایک بالشت اُونچی رہے۔

اس صندوقی قبر میں ایک دوسری صورت یہ بھی ہے کہ قبر کھُدواتے وقت ایک دو ہاتھ کھُدائی کے بعد قبر کے دائیں بائیں ایک بالشت چوڑی زمین چھوڑ کر باقی قبر کی گہرائی کھُودی جائے تاکہ ایک چوڑائی والا حصہ (جسکو عام بول چال میں حوضہ کہا جاتا ہے) چھت ڈالنے کے کام آئے، آجکل یہی صورت عام طور پر رائج ہے البتہ جہاں زمین زیادہ نرم ہو تو پھر یہی صورت اختیار کرنی ضروری ہو جاتی ہے اس قبر کو "صندوقی قبر" کہا جاتا ہے۔ یہ بھی ایک سنت طریقہ ہے۔

لحد (بغلی قبر):۔

یہ نرم زمین میں تیار نہیں ہوسکتی اس کیلئے سخت زمین ضروری ہے اسکی ترکیب یہ ہے کہ میّت کے قد سے کچھ زائد اور اس کے سینہ یا قد سے برابر گہرا گڑھا کھدوا کر اسمیں نچھلی سطح پر قبلہ کی دیوار میں سطح زمین سے کچھ اُوپر میّت کی لمبائی کے برابر ایک اور خول تیار کیا جائے اسی خول میں میّت کو لٹا کر لکڑیوں یا پکّی اینٹوں سے خول کو بند کر دیجئے اور باقی گڑھے (حوضہ) میں مٹی بھر کر قبر بھروا دیجئے ایسی قبر کو لحد (بغلی قبر) کہا جاتا ہے۔(۱)

---

(۱)... نبی کریم ﷺ کی قبر شریف حُجرۂ عائشہ صدیقہؓ (مکان) میں تیار کی گئی (یہ آپکا خاص حکم تھا جو اُمّت کیلئے نہیں) مدینہ منورہ میں عام طور پر لحد (بغلی قبر) کا رواج تھا اور مکہ المکرمہ میں شق (صندوقی قبر) کا، مہاجرین صحابہ نے شق والی قبر تیار کرنیکا مشورہ دیا اور انصار مدینہ نے لحد (بغلی قبر) کا مشورہ دیا، صحابہ کرام میں حضرت ابو عبیدۃ بن الجراحؓ شق والی قبر کھودنے کے ماہر تھے۔ اور حضرت ابو طلحہ انصاریؓ لحد کھودنے کے ماہر تھے۔ (باقی صفحہ ۳۶ پر)

اگر زمین بہت ہی نرم یا زیادہ گیلی ہو اور قبر بنانا دشوار ہو تو میّت کو لکڑی کے صندوق میں رکھ کر گڑھا کر کے دفن کیا جائے البتہ سنت یہ ہے کہ صندوق کے اندر مٹی کا فرش کر دیں اور مٹی ہی سے اُسکے اندرونی حصوں کو لیپ پوت کر دیں، قبر کو سطح زمین سے ایک بالشت سے بہت زیادہ بلند کرنا مکروہ ہے۔ قبر پر کتبہ لگانا بھی درست نہیں۔

(شامی، درمختار، عالمگیری)

(۱۸) تدفین کے مسائل:-

میّت کا دفن کرنا فرض کفایہ ہے (یعنی مقامی حضرات میں سے چند ایک نے یہ فریضہ ادا کر دیا تو شہر کے تمام مسلمانوں سے یہ فریضہ ادا سمجھا جائیگا)، دفن سے پہلے میت کا ڈولہ یا چارپائی قبر کے قبلہ جانب رکھدیجئے پھر دو یا چار مضبوط قسم کے آدمی قبر میں اُتار دیجئے وہ میّت کو قبر میں رکھنے کیلئے قبر کے سرہانے، پائینتی اور درمیان میں کھڑے ہو جائیں (ہمارے نبی کریم ﷺ کو آپکی قبر مقدس میں چار (۱) حضرات نے اُتارا تھا) پھر قبر کے اوپر والے حضرات نہایت تحمل و سکون سے میّت کو اُٹھا کر قبر کے اندر والوں کے حوالہ کریں قبر میں لٹاتے وقت بِسمِ اللهِ وَ عَلىٰ مِلَةِ رَسُولِ اللهِ

(تسلسل صفحہ ۳۵) چنانچہ حضرت ابو طلحہ انصاریؓ پہلے آپہنچے اور اُنھوں نے نبی کریم ﷺ کیلئے لحد (بغلی قبر) تیار کی۔ (زرقانی.. جلد ۸، صفحہ ۷۸۹۔ طبقات ابن سعد. جلد ۲، صفحہ ۵۹)

(۱) حضرت عباسؓ، حضرت فضل بن عباسؓ، حضرت علیؓ، حضرت صُہیبؓ

ﷺ کہیں۔ قبر میں چت لٹا کر کفن کی گرہیں کھول دیں اگر کوئی چہرہ دیکھنا چاہتا ہو تو دکھا دیجئے، میت اگر عورت ہو تو غیر محرم حضرات کو ہٹا دیا جائے، زندوں پر پردے کی پابندی ضروری ہے۔ اسکے بعد کفن سے چہرہ ڈھانک دیجئے، اب مٹی کے نرم ڈھیلوں سے یا مٹی کا پشتہ سر اور پیٹھ کے نیچے لگا کر میت کو داہنے پہلو پر کر دیجئے کہ پوری لاش قبلہ رُخ ہو جائے یہی طریقہ سنت ہے صرف چہرہ کا قبلہ رُخ کر دینا کافی نہیں اگر کہیں ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو جس قدر بھی ہو سکے میت کو قبلہ رُخ کر دیا جائے۔ اب جو لوگ قبر میں اترے تھے وہ اُوپر آجائیں اور قبر کے حوضہ یا بغلی قبر کی صورت میں بغل کے دہانے کو لکڑی کے تختوں یا کچے پتھر کی سلوں سے بند کر دیجئے اور درازوں میں مٹی کا گارا بھر دیں تاکہ مٹی لاش پر نہ گرنے پائے، اب سب حاضرین تین مرتبہ مُٹھیاں بھر بھر کر اُس قبر کی چھت پر مٹی ڈالیں، پہلی بار مٹی ڈالتے وقت مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ دوسری بار وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ اور تیسری بار وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى کہیں۔

جب سب لوگ یہ سنت ادا کر دیں تو سرہانے کی طرف سے قبر بھرنا شروع کر دیں اور سنت یہ ہے کہ ایک بالشت (اگر کچھ زائد ہو تو مضایقہ نہیں) قبر کو اونچا کر کے اُونٹ کے کوہان کی صورت بنا دیں پھر قبلہ کی سمت پر سرہانے سے پائینتی تک تین مرتبہ پانی چھڑک دیں اس طرح دوسری سمت بھی پانی چھڑک دیں (یہ مستحب عمل ہے)۔

عورت کے دفن کے وقت:۔

قبر پر پردہ کرنا ضروری ہے، عورت کی لاش کو صرف اُسکے محرم افراد ہی اتاریں، اگر محرم نہ ہوں تو دوسرے قرابت دار لوگ اور اگر یہ بھی نہ ہوں تو پختہ عمر کے نیک ومتقی حضرات اتاریں اور اگر کہیں یہ بھی میسّر نہ ہوں تو عام نیک لوگ اُتار سکتے ہیں۔

قبر کھودنے میں بہت دقّت ہوتی ہو یا جگہ کم ہو تو ایک قبر میں چند میتّوں کو رکھدینا جائز ہے، قبلہ کی دیوار کیساتھ پہلے ایسے شخص کو رکھیں جو عالم یا متقی تھا پھر درجہ بدرجہ، جگہ کی تنگی یا کسی مجبوری کیوجہ سے عورت میت کو مرد میت کیساتھ ایک قبر میں رکھا جاسکتا ہے البتہ دونوں کے درمیان مٹی یا لکڑی کی آڑ کر دینی چاہیئے۔

(۱۹) مابعد دفن کے مسائل:۔

دفن کے بعد مستحب ہے کہ کچھ دیر قبر کے قریب بیٹھے رہیں (یہ جو رواج ہے کہ دفن کے بعد فوری چالیس قدم دُور ہو جاتے ہیں ایک بے اصل ولغو بات ہے) "نبی کریم ﷺ میّت کو دفن کرنے کے بعد کچھ دیر قبر پر ٹھیر جاتے اور حاضرین سے فرماتے کہ اپنے بھائی کیلئے استغفار کرو اور کلمہ توحید پر ثابت رہنے کی دُعا کرو کیونکہ اسوقت اِس سے سوال کیا جائیگا" (الحدیث) حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس بات کو مستحب سمجھتے تھے کہ دفن کے بعد میّت کے سرہانے

سورۃ بقرہ کی ابتدائی آیتیں یعنی الٓمّٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک اور پائینتی کی طرف اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے ختم سورۃ تک کی آیتیں پڑھی جائیں۔ دفن کے بعد لوگ اہل میّت کو تعزیت دیکر اپنے اپنے گھر چلے جائیں۔ میّت کے گھر پر اجتماع کرنا اور کھانے پینے کیلئے دستر خوان لگانا مکروہ عمل ہے کیونکہ اجتماعی کھانا پینا خوشی و مسرت کے وقت ہوا کرتا ہے نہ کہ غم و مصیبت کے وقت، یہ ایک بُری رسم ہے جو رواج پا گئی۔ البتہ میّت کے گھر والوں کیلئے کھانا پینا بھیجنا سنت عمل ہے نبی کریم ﷺ نے ایسے ہی ارشاد فرمایا ہے اور اگر کوئی شخص غیر وطن میں فوت ہو جائے تو اسکو اسی جگہ دفن کرنا سنت ہے، دفن کرنے کے بعد لاش کو نکال کر اُسکے وطن لانا جائز نہیں۔

(مراقی الفلاح صفحہ ۱۲۰)

(۲۰) زیارتِ قبور کا صحیح طریقہ:-

قبروں کی زیارت کرنا مستحب عمل ہے۔ جہاں یہ عمل میّت کیلئے مُفید ہے خود زیارت کرنے والے کیلئے بھی عبرت و نصیحت ہے۔ بہتر یہ ہے ہر ہفتہ کم از کم ایک مرتبہ قبروں کی خاص کر والدین کے قبروں کی زیارت کرنا مُستحب عمل ہے، زیارت کیلئے جمعہ، پیر، جمعرات کا دن بہتر ہے ورنہ جس دن بھی موقعہ ملے۔ گاہے ماہے قبروں کی زیارت کرلیا کرے، قبرستان میں داخل ہو کر یہ دُعا پڑھے۔

اَلسَّلاَمُ عَلَیۡکُمۡ یَا اَھلَ الۡقُبورِ یَغۡفِرُ اللّٰهُ لَنا وَ لَکُمۡ وَ یَرۡحَمۡنَا اللّٰهُ وَاِیَّاکُمۡ.

(ریاض الصالحین ۲۶۷)

ایسے ہی بعض دیگر دُعائیں ثابت ہیں پڑھی جائیں (درحقیقت یہ پیام و کلام نہیں بلکہ سلامتی کی دُعا ہے جیسا کہ زندوں کو السّلامُ علیکُم وَ رحمۃُ اللّٰہِ و برکاتہُ کہا جاتا ہے (تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمتیں و برکتیں ہوں)۔ قبرستان میں سورۃ یٰسین پڑھنے اور اُسکا ثواب اہل قبور کو بخشنے پر اُس دن اللہ تعالیٰ قبرستان کے سارے مُردوں سے عذاب میں (اگر ہو رہا ہو) تخفیف کر دیتے ہیں بلکہ اُٹھا دیتے ہیں، ایسے ہی جمعہ کے دن پڑھنے پر مُردوں سے عذاب اُٹھالیا جاتا ہے۔ (مراقی الفلاح۔ص ۱۲۱)

علاوہ ازیں سورۃ واقعہ، تبارك الذی، قُل ھو اللہ احد (گیارہ مرتبہ) اور قرآن کا جتنا چاہے حصہ پڑھے اور اُسکا ثواب اہل قبور کو پہنچا دے، میّت کو جیسے مالی صدقات کا ثواب پہنچتا ہے بدنی عبادت کا ثواب بھی پہنچتا ہے (اہل علم سے مُراجعت کی جائے) قبرستان میں جوتا پہن کر نہ جانا چاہیۓ اور نہ قبروں کو روندنا درست ہے، نہ اُن پر بیٹھنا درست ہے۔ زیارت قبر کے وقت میّت کی پائینتی کھڑا ہونا بہتر ہے۔ میّت کیلئے دُعا کرتے وقت قبر کے سامنے ہاتھ اُٹھانا بھی صحیح نہیں، بغیر ہاتھ اُٹھائے دُعا پڑھ دی جائے یا قبلہ رُخ ہو کر دُعا کی جائے۔

(۲۱) متفرّقات:-

(۱) حاملہ عورت فوت ہو جائے اور پیٹ میں بچہ زندہ ہو تو میت کا پیٹ چاک کر کے بچہ کو نکال لیا جائیگا۔

(۲) تدفین میں تاخیر کرنی یا نماز جمعہ میں شرکت کیلئے یا کسی کے انتظار میں میت کو روکے رکھنا درست نہیں۔

(۳) اگر کوئی شخص پانی کے جہاز میں فوت ہو جائے اور وہاں سے ساحل اتنی دور ہے کی میت کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو جہاز ہی میں غسل و کفن دیکر پانی میں بہا دیا جائیگا، ورنہ ساحل کا انتظار کیا جائیگا۔

(۴) کفن پر یا میت کی پیشانی پر کلمہ طیبہ یا اللہ کا نام لکھنا درست نہیں۔

(۵) کفن میں یا قبر کے اندر عہد نامہ یا پیر کا شجرہ یا کوئی دُعا کا کاغذ رکھنا درست نہیں۔

(۶) اپنے لئے کفن تیار رکھنا جائز ہے البتہ قبر کا تیار رکھنا مکروہ ہے۔

(۷) قبر کو مربّع (چوکھنڈی) بنانا مکروہ ہے بلکہ اونٹ کے کوہان جیسی زمین سے ایک بالشت اونچی بنانا چاہیئے۔

(۸) میت کو کسی چھوٹے یا بڑے مکان یا گنبد وغیرہ میں دفن کرنا درست نہیں یہ صرف انبیاء کرام کیلئے خاص ہے۔

(۹) قبر پر گچ کرنا یا اسکو پختہ بنانا یا اسپر لکڑی کی چوکھنڈی رکھنا اور کتبہ لگانا منع ہے۔

(۱۰) جس شہر میں انتقال ہو میت کو وہیں دفن کرنا چاہئے دفن کیلئے دوسری جگہ لیجانا مکروہ تحریمی ہے (طحطاوی، مراقی الفلاح)۔

(۱۱) دفن کرنے کے بعد قبر کھود کر میت کو دوسری جگہ منتقل کرنا ناجائز اور گناہ کی بات ہے۔

(۱۲) میت کے عزیز واقرباء سے تعزیت کرنی مستحب عمل ہے (یعنی اُنھیں تسلی دینا اور صبر کی تلقین کرنا) لیکن یہ تعزیت تین دن کے بعد مکروہ ہے، البتہ تعزیت کرنے والا یا جسکی تعزیت کرنی ہے وہ باہر ہو یا سفر میں ہو تو آنے کے بعد تعزیت کی جا سکتی ہے۔

(۱۳) ایک دفعہ تعزیت کرنے کے بعد دوبارہ تعزیت کرنی مکروہ ہے۔

(۱۴) میت کو غسل دینے والوں کو بعد میں خود غسل کرنا سنت ہے۔

(۱۵) اسی طرح میت کو اُٹھانے والوں کو بھی گھر آکر وضو کرنا سنت ہے۔

(۱۶) جلسہ تعزیت کرنا جیسا کہ آجکل عام رواج ہو چکا ہے بے اصل بات ہے۔

والسلام

خادم الکتاب والسّنۃ

محمد عبد الرحمٰن غفرلہٗ

مقیم جدہ، ۱۵ر صفر ۱۴۲۰ھ م ۳۰ر مئی ۱۹۹۹ء

(سعودی عرب)

آٹھ خوش نصیب

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اور امام جلال الدین سیوطیؒ نے لکھا ہے، جن مسلمانوں سے قبر میں سوال نہ ہوگا وہ آٹھ طبقات ہیں:۔

(۱) شہداء (قتال فی سبیل اللہ میں فوت ہونے والے)۔
(۲) اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرنے والے مُجاہد۔
(۳) مرض طاعون میں فوت ہونے والے مسلمان۔
(۴) طاعون زدہ علاقہ کے وہ مقیم جو طاعون کے خوف سے ترکِ وطن نہیں کئے بلکہ اُسی شہر میں اعتماد علی اللہ ٹھہرے رہے پھر وہاں کسی دوسرے سبب فوت ہوئے ہوں۔
(۵) صدیقین (سَراپا صدق مسلمان)۔
(۶) نابالغ لڑکے، لڑکیاں۔
(۷) جمعہ کی شب یا جمعہ کے دن فوت ہونے والے مسلمان۔
(۸) ہر رات سورۃ الملک (پارہ ۲۹) پڑھنے والے مسلمان۔

شامی۔ج(۱) صفحہ ۸۹۱

اَللّٰھُم اجْعَلْنَا مِنْھُمْ

کتاب کے مأخذ

(۱) اَلْقر آنُ الکریم : کتابُ ربّ العالمین جلّ جلالہٗ

(۲) نُور الایضاح : شیخ حسن بن علی الشرنبلائیؒ المتوفی ۱۰۶۹ھ

(۳) مراقی الفلاح معہٗ : " " "

حاشیہ طحطاویؒ

(۴) قُدوری : امام ابوالحسین احمد بن محمد القدوریؒ المتوفی ۴۲۸ھ

(۵) ریاض الصالحین امام النوویؒ المتوفی ۶۷۶ھ

(۶) تنبیہ الغافلین : امام ابُواللیث السمرقندیؒ المتوفی ۳۷۳ھ

(۷) موضح القرآن: شاہ عبدالقادر محدثؒ المتوفی ۱۲۳۰ھ

(۸) بذل المجھود : شیخ خلیل احمد محدثؒ المتوفی

شرح ابو داؤد

(۹) بہشتی زیور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ المتوفی ۱۳۶۲ھ

لَمْحَاتِ فِکْر

مَا اَحْسَنَ الْاِسْلَامَ یَزِیْنُہٗ الْاِیْمَانُ

وہ اسلام کتنا اچھا ہے جسکو ایمان نے زینت دی ہو

وَ مَا اَحْسَنَ الْاِیْمَانَ یَزِیْنُہٗ التُّقٰی

اور وہ ایمان کتنا اچھا ہے جسکو تقوٰی نے زینت دی ہو

وَ مَا اَحْسَنَ التُّقٰی یَزِیْنُہٗ الْعِلْمُ

اور وہ تقوٰی کتنا اچھا ہے جسکو علم نے زینت دی ہو

وَمَا اَحْسَنَ الْعِلْمَ یَزِیْنُہٗ الْعَمَلُ

اور وہ علم کتنا اچھا ہے جسکو عمل نے زینت دی ہو

وَمَا اَحْسَنَ الْعَمَلَ یَزِیْنُہ الرِّفْقُ

اور وہ عمل کتنا اچھا ہے جسکو تواضع نے زینت دی ہو

(محدث رجآء بن حَیْوۃ)

اِیک عبرت، اِک نصیحت

تو برائے بندگی ہے یاد رکھ　بہر سر افگندگی ہے یاد رکھ
ورنہ پھر شرمندگی ہے یاد رکھ　چند روزہ زندگی ہے یاد رکھ
تو نے منصب بھی کوئی پایا تو کیا　گنجِ سیم و زر بھی پایا تو کیا
قصر عالی شان بنوایا تو کیا　دبدبہ بھی اپنا دکھلایا تو کیا
قیصر و اسکندر و جمؔ چل بسے　زالؔ و سہرابؔ و رستمؔ چل بسے
کیسے کیسے شیر و ضیغم چل بسے　سب دکھا کے اپنا دم خم چل بسے
کیسے کیسے گھر اجاڑے موت نے　کھیل کتنوں کے بگاڑے موت نے
پیل تن کیا کیا پچھاڑے موت نے　سرو قد قبروں میں گاڑے موت نے
کوچ ہاں اے بے خبر ہونے کو ہے　تابکے غفلت سحر ہونے کو ہے
باندھ لے توشہ سفر ہونے کو ہے　ختم ہر فرد و بشر ہونے کو ہے
آخرت کی فکر کرنی ہے ضرور　جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور
زندگی اک دن گزرنی ہے ضرور　قبر میں میت اترنی ہے ضرور

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

خواجہ عزیز الحسن مجذوبؔ